قندھاری کے طرزِ طریق کو جاننے اور سمجھنے کیلئے ان کے مکاتیب، ملفوظات اور حالاتِ حیات کا مطالعہ کرنا بے حد ضروری ہے، ورنہ حقیقتِ حال تک رسائی مشکل ہے، حضرت قندھاری مرحوم قولاً و عملاً ذکرِ خفی میں جہر کے شدید مخالف تھے اور منسلکین و مریدینِ طریقہ کو بھی ذکر و مراقبہ میں جہر کرنے سے سختی سے منع فرماتے تھے۔ نیز حلقۂ مراقبہ و توجّہ کے دوران مستی کرنے اور نعروں سے متوجہ کرنے کو ناجائز قرار دیتے۔ موسیٰ زئی شریف (ڈیرہ اسماعیل خان) میں حضرت الشیخ رح کا مروّجہ طریقہ رائج ہے، تسبیح کا استعمال ہے لیکن اسطرح نہیں جیساکہ صاحبِ تذکرہ نے فرمایا ہے بلکہ مرید کو ہمہ اوقات اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات سے رابطہ قائم رکھنے کے لئے اسم ذات "اللہ" کا وردِ مقدس تسبیح کے ذریعہ کرنے کی تلقین کی جاتی ہے، دانوں کی کھٹ کھٹ اور حرکتِ قلب کو ہم آہنگ کر کے قلب کو اسمِ ذات "اللہ" کا محور و مرکز بنایا جاتا ہے، زبان خاموش ہوتی ہے اور قلب تسبیح کے دانوں کی گردش کے ساتھ یادِ الٰہی میں مشغول ہوتا ہے۔ لیکن حلقۂ توجہ کے وقت ہُو کا عالم طاری ہوتا ہے ــــ یہ ہے اصل حقیقت اور واقعہ جو عرض ہے، مزید وضاحت الشیخ المرحوم کے مکتوبات کے مطالعہ سے روشن اور عیاں ہوسکتی ہے ــــ آخر میں ضروری گذارش ہے کہ بعض اہلِ ارادت کے شخصی طرز کو دیکھ کر اسے حضرۃ قندھاری کا شخصی طرز قرار دینا کسی صورۃ صحیح نہیں۔

(دعا جو ابوالقلم محمد سعید درانی۔ خادم دربار شریف خانقاہ احمدیہ)

نوٹ:۔ اس مضمون کا ایک مراسلہ مولانا محمد رمضان صاحب علوی راولپنڈی نے بھی ارسال کیا ہے۔

صحیح تاویل | ماہنامہ الحق (ماہ جون ۱۹۶۹ء) میں مضمون بعنوان "حضرت حاجی امداد اللہ قدس سرہ" نظر سے گذرا جسے جناب محمد اقبال صاحب نے مرتب فرمایا ہے اور جس میں حضرت حاجی صاحب رح کی وفات کے بعد مولانا رشید احمد گنگوہی رح کے فرطِ غم کا تذکرہ بحوالہ اشرف السوانح ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

"اسی لئے آپکی وفات کے بعد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رح بار بار فرماتے تھے کہ ہائے رحمۃ العالمین، ہائے رحمۃ العالمین۔" میں نے صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ کوئی ہستی خواہ تقدس اور بزرگی کے اعلیٰ سے اعلیٰ مقام تک ہی کیوں نہ پہنچ جائے وہ ان الفاظ اور القاب کیساتھ یاد کرنے کی کبھی مستحق نہیں ہوسکتی کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدس کے ساتھ پہلے ہی سے مخصوص ہو چکے ہیں۔ اور پھر رحمۃ العالمین کا لقب تو وہ لقب ہے کہ جو مسلمانوں نے اپنے نبی کو محض عقیدت مندی کی بنا پر نہیں دیا بلکہ خود اللہ بزرگ و برتر نے اپنے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لقب سے یاد کیا ہے۔ اس لئے حضرت رح کے بارہ میں بہترین توجیہ غلبۂ حال کی کی جاسکتی ہے۔

(محمد عاقل ایم اے۔ راولپنڈی)